ڈاکٹر شفیق انجم
استاد شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

میرزا ادیب کا ایک مکتوب

Dr Shafique Anjum

Department Of Urdu,

National University Of Modern Language, Islamabad

A Letter Of Mirza Adeeb

Mirza Adeeb is a great fiction writer. His Romantic prose has unique values and identities. His Short Stories earned permanent recognition in the history of urdu fiction. Mirza Adeeb also wrote many letters to his contemporary writers.These letters are very useful to understand the work and personality of Mirza Adeeb. Here I have presented one of his letters and its details.

میرزا ادیب اردو کے بلند پایہ افسانہ نگار، ڈراما نویس اور نقاد ہیں۔ انھوں نے ناول، سفر نامہ، آپ بیتی، خاکہ نگاری اور کالم نگاری میں بھی اپنے جوہر منوائے۔ میرزا ادیب ۱۴ اپریل ۱۹۱۴ء کو لاہور میں پیدا ہوئے، یہیں انھوں نے تعلیم حاصل کی اور ملازمت سے وابستہ ہوئے۔ ''ادب لطیف'' لاہور کی ادارت اور افسانوں کا مجموعہ ''صحرا نورد کے خطوط'' ان کی شناخت کے لازوال نشان ہیں۔ ان کے دیگر افسانوی مجموعوں میں ''صحرا نورد کے رومان''، ''موت کا تحفہ''، ''دیواریں''، ''جنگل''، ''کمبل''، ''حسرت تعمیر''، ''ساتواں چراغ''، ''گلی گلی کہانیاں'' اور ''کرنوں سے بندھے ہاتھ'' شامل ہیں۔ ''مٹی کا دیا'' کے نام سے ان کی آپ بیتی بھی اردو آپ بیتی نگاری میں اہم مقام رکھتی ہے۔ نصف صدی سے زائد اپنے ادبی سفر میں انھوں نے شاعری بھی کی، بچوں کے لیے بھی لکھا اور تراجم میں بھی قدم بڑھایا۔ ان کی شخصیت و فن پر متعدد کتابیں لکھی گئیں، ''میرزا ادیب: شخصیت اور فن'' مرتبہ رشید امجد اس سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ میرزا ادیب اور ڈاکٹر رشید امجد کے مراسم ادبی بھی تھے اور شخصی بھی اور ان کا سلسلہ کئی دہائیوں پر محیط ہے۔ اس دورانیے میں ہر دو ادیبوں کے درمیان خط کتابت ہوتی رہی۔ عمومی و ذاتی معاملات کے ساتھ ادبی مسائل و نکات بھی ان مکاتیب میں اظہار پائے۔ حال ہی میں ڈاکٹر رشید امجد کے نام میرزا ادیب کے خطوط مجھے میسر ہوئے ہیں۔ جن کی تعداد سو سے زیادہ ہے اور یہ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۷ء کے دوران لکھے گئے۔ ذیل میں ۱۹ نومبر ۱۹۸۵ء کو لکھا گیا میرزا ادیب کا پہلا خط پیش ہے جس کے مندرجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر دو ادیبوں کے درمیان خط کتابت کا سلسلہ بہت پہلے سے اور تسلسل کے ساتھ جاری تھا۔ یہ ربط میرزا ادیب کی وفات ۳۱ جولائی

۱۹۹۹ء تک رہا، تاہم آخری دو سالوں اور ۱۹۸۵ء سے پہلے کے خطوط دستیاب نہیں۔ مکتوب الیہ ڈاکٹر رشید امجد کا شمار جدید اردو افسانے کے ان اصحاب میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی تخلیقی کاوشوں سے نئے جہان معنی پیدا کیے۔ انھوں نے جدید افسانے کی شناخت بنانے اور اسے نظری بنیادیں فراہم کرنے میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ افسانہ نگاری کے ساتھ ڈاکٹر رشید امجد تنقید نگاری، آپ بیتی نگاری اور رپورتاژ نگاری میں بھی منفرد شناخت رکھتے ہیں۔ ان کی خدمات کا اعتراف ہر سطح پر موجود ہے اور معاصر صاحبان علم کے ساتھ ساتھ بعد میں آنے والے بھی ان زبردست تخلیقی شخصیت اور کرشماتی صلاحیتوں کے قائل نظر آتے ہیں۔ ذیل میں پیش کردہ میرزا ادیب کا مکتوب کچھ ایسا ہی اظہار لیے ہوئے ہے۔

مکتوب:

محبِّ گرامی قدر

سلام مسنون

کل خط مل گیا تھا۔ شکر گزار ہوں کہ آپ میرے ہر خط کا التزاماً جواب دیتے ہیں۔ اگرچہ جواب پڑھ کر کچھ تشنگی ہی رہتی ہے۔ آپ اشارات میں جواب دیتے ہیں۔ یہ طریقہ اچھا بھی ہے۔ فضول باتیں لکھنے کی نہ تو خط میں گنجائش ہوتی ہے اور نہ وقت ہوتا ہے۔

میں ضرور بالضرور افسانہ دوں گا۔ آپ کے ہر ارشاد کی تعمیل سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ اور میں اس خوشی سے خود کو کیوں محروم کروں۔ میرے لائق جو بھی خدمت ہو بلا تکلف اس کا اظہار کر دیا کریں۔

یہ کتاب ''صحرانورد کے خطوط'' گزشتہ پینتالیس برس سے میرے ساتھ سفر کر رہی ہے(۱)۔ تین برس ایک مرتبہ اس کی اشاعت معطل رہی۔ اب کے بھی ناشر نے اس کی اشاعت میں تین برس سے اوپر مدت صرف کر دی ہے۔ بہر حال یہ کتاب اردو کوان کتابوں میں شامل ہے جو بڑی سخت جان ہوتی ہیں۔ اردو کا کوئی افسانوی مجموعہ اس کتاب سے بڑھ کر مقبولیت حاصل نہیں کر سکا۔ ممکن ہے یہ میری خوش فہمی ہو مگر جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے کوئی مجموعہ ابھی بارہ ایڈیشنوں تک نہیں پہنچا۔ میں نے افسانوی مجموعہ کہا ہے کوئی مذہبی یا تدریسی کتاب نہیں۔

''دستاویز'' کی اشاعت کی خبر سن کر خوشی ہوئی (۲)۔ وہ دوسرا مجموعہ کس منزل میں ہے۔ ڈراموں والا مجموعہ۔ اس کی اشاعت (میں) بہت تاخیر ہوگئی ہے۔ اسے ''دستاویز'' سے پہلے آجانا چاہیے تھا۔

''صحرانورد کے خطوط'' کے پس منظر کے حوالے سے ایک مضمون لکھا ہے۔ آپ کو لکھا تھا یہ بھیج دوں، آپ اس کا ذکر کرنا بھول گئے ہوں گے۔ بھیج رہا ہوں۔ پنڈی کسی اخبار میں چھپے یا نہ چھپے۔۔۔ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اہمیت صرف اس بات کی ہے کہ آپ اسے پڑھ لیں۔ آپ میرے ان احباب میں شامل ہیں جن سے میں محبت بھی کرتا ہوں، جن کی ذات پر پورا پورا اعتماد بھی کرتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ میرے ایسے کرم فرما اسے پڑھ لیں۔ یہ مضمون میرے تخلیقی کرب کی روداد ہے۔ رشید امجد جیسے صاحبِ نظر ہی اسے پرکھ سکتے ہیں۔

اب ذرا ایک تلخ بات، میں آپ کو پروفیسر احسان اکبر (۳) صاحب کا واقعہ سنا چکا ہوں کہ میرے کہے پوچھے بغیر انھوں نے ''مٹی کا دیا'' پر مضمون اپنے بیگ میں سے نکال کر میرے حوالے کر دیا تھا۔ میرے فرشتوں کو بھی اس کی خبر نہیں تھی کہ انھوں نے کتاب پر مضمون تحریر فرمایا ہے۔ آپ جانتے نہیں کہ اس کے بعد کیا ہوا۔ مجھے ایک رسالے کے ایڈیٹر سے خواہ مخواہ شرمندہ ہونا پڑا۔ اس بندہ خدا نے میرے دو خطوں کے جواب میں یہ بھی لکھنے کی زحمت نہیں کی کہ مضمون بہ وجوہ نہیں بھیج سکتا۔ اس رویے کو آپ کیا کہتے ہیں۔

جناب منشا یاد (۴) نے خود اپنے خط میں مجھے لکھا تھا کہ آپ کا افسانہ ''ریڑھی'' (۵) شامل ہو گیا ہے۔ یہ خط دو چار

روز تک آپ کو بھیج دوں گا۔ آپ خود اس خط میں پڑھ لیں گے کہ یاد صاحب نے مجھے کن لفظوں سے مخاطب کیا تھا اور اس افسانے کے بارے میں کیا کہا تھا۔ یاد صاحب کو یہ سب کچھ لازماً یاد ہو گا۔ آپ ان سے پوچھیے کیا انھوں نے خط میں یہ نہیں لکھا تھا کہ آپ کو کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ آپ کا افسانہ ''ریڑھی'' شامل ہے۔

اب آپ کہتے ہیں کہ انھوں نے یہ افسانہ گول کر دیا ہے۔

میں نے یاد صاحب کے تینوں مجموعوں پر الگ الگ مضامین لکھے تھے۔ مجھے قدرتاً ان سے توقع تھی کہ وہ مجھ سے جھوٹی بات نہیں کہیں گے۔۔۔ مگر انھوں نے کہی۔ آخر کیوں! مجھے اس سے دکھ ہوا ہے

آپ کا اپنا

میرزا ادیب

۱۹ نومبر ۱۹۸۵ء

حواشی

۱۔ میرزا ادیب کے افسانوں کا یہ مجموعہ پہلی بار جولائی ۱۹۴۰ء میں التحریر، لاہور سے شائع ہوا۔ اس میں آٹھ افسانے شامل تھے۔ یہ مجموعہ اپنی رومانوی پیش کش کی بدولت بہت مقبول ہوا اور بعد میں اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔

۲۔ ''دستاویز'' پہلی بار ستر کی دہائی میں شائع ہوا، اس دور میں اس کے چار شمارے نکلے۔ چاروں کے مدیر مظہر الاسلام اور مجلس مشاورت میں رشید امجد، منشا یاد اور اعجاز راہی شامل تھے۔ دوسری بار اس کا اجرا اسی کی دہائی میں ہوا۔ اب کے بار اس کے مدیر رشید امجد تھے۔ اس دور میں اس کے دو پرچے منظر عام پر آئے۔ میرزا ادیب نے اسی کی اشاعت کے متعلق لکھا ہے۔

۳۔ پروفیسر احسان اکبر، راولپنڈی کے ممتاز ماہر تعلیم، شاعر و دانشور (پ: ۴ جنوری ۱۹۳۸ء سیہور، بھوپال)۔ ان کی کتابوں میں ''اقبال: فکر و فلسفہ''، ''ہوا سے بات'' (شعری مجموعہ) اور ''شایگان'' (شعری مجموعہ) شامل ہیں۔

۴۔ محمد منشا یاد، جدید اردو افسانے کا ایک معتبر نام، ممتاز ڈراما نگار، راولپنڈی (پ: ۵ ستمبر ۱۹۳۷ء، شیخوپورہ)۔ ان کے افسانوی مجموعوں میں ''بند مٹھی میں جگنو''، ''ماس اور مٹی''، ''خلا اندر خلا''، ''وقت سمندر''، ''درخت آدمی''، ''دور کی آواز''، ''تماشا''، ''خواب سرائے'' شامل ہیں۔

۵۔ میرزا ادیب کا یہ افسانہ ان کے مجموعے ''ساتواں چراغ'' میں شامل ہے۔ یہ مجموعہ مطبوعاتِ حرمت راولپنڈی سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ میرزا ادیب نے ایک انتخاب میں اس افسانے کے شامل نہ کیے جانے پر بات کی ہے۔